میرے احسانمند رہینگے اور میرے مرنے کے بعد ان کو محسوس ہوگا کہ میں ان کا دشمن نہیں سچا دوست تھا۔"

اس میں شبہ نہیں کہ مرحوم اپنی ذہانت و فطانت - قانونی اور پارلیمنٹری قابلیت و لیاقت - سیاسی سجھ بوجھ - خود اعتمادی - قوت تحریر و خطابت - غیر معمولی قوت ارادی مستقل مزاجی حاضر حواسی و حاضر جوابی، ان اوصاف و کمالات کے باعث عہد حاضر کے ایک بڑے آدمی تھے اور سیاسی لیڈر کی حیثیت سے ان کا دامن اکثر ہتی کے داغ سے بالکل پاک بھی رہا اس حیثیت سے اس دور کا کوئی مورخ ان کی شخصی عظمت کا منکر نہیں ہوسکتا رہا یہ کہ ان کی سیاست اور ان کی ان قابلیتوں کا اثر ہند کے مسلمانوں پر کیا ہوا اور خود پاکستان کے مسلمانوں کے لیے مستقبل قریب میں کیا خطرات ہیں؟ تو اب یہ وقت ان دلخراش باتوں کے ذکر کا نہیں ہے جو ہونا تھا ہو چکا

ے اس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا

بہرحال ہم کو اپنے بھائیوں کے ساتھ ان کے اس حادثۂ المناک میں دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خطاؤں سے درگذر فرما کر ان کی مغفرت فرمائے اور پاکستان اس حادثہ کے اثرات بد سے محفوظ رہ کر پھلے پھولے ترقی کرے اور اپنے یہاں عدل و انصاف حسنِ خلق و حسنِ عمل کو رواج دیکر اپنے اور دوسروں کے لیے رحمت ثابت ہو

حیدرآباد کا ڈرامہ شروع ہوا اور چار دن کے اندر ہی اندر ختم بھی ہوگیا۔

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے ۔۔۔ دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشہ نہ ہوا

بہرحال اب جبکہ کمیونسٹوں اور رضاکاروں کے فتنہ کا سر قلم ہو چکا ہے اور جیسا کہ نظام نے خود اپنے اعلانات اور بیانات میں صاف صاف کہا ہے اور حیدرآباد کے فوجی گورنر نے بھی نظام کے رویہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کو تسلیم کیا ہے کہ اصل فساد کا باعث رضاکار ہی تھے جنہوں نے والیِ دکن کو بے دست و پا کر دیا تھا اور اسی بنا پر انڈین یونین کے ساتھ وہ خوش اسلوبی سے اپنی صوابدید کے مطابق معاملات طے نہ کر سکتے تھے ہمیں امید

توی ہے کہ انڈین یونین والیٔ دکن اور آپکی ریاست کے ساتھ وہی معاملہ کریگی جو اس کو گاندھی جی کے ایک سچے اور مخلص پیرو کی حیثیت سے کرنا چاہیئے۔ ہماری گذشتہ فرقہ وارانہ سیاست کے منحوس اثرات بہت کچھ مٹ چکے ہیں لیکن اب بھی کہیں کہیں باقی ہیں جو لوگ یا جو جماعتیں اسکا شکار ہوگئیں ان کو مرضِ بحران کا مریض سمجھنا چاہیئے اور اس مرض کے علاج کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ طاقت و قوت کی بجائے انسانی اور اخلاقی اصول سے کام لیکر ان کے دل و دماغ کو بدلنے اور انپر قابو پانے کی کوشش کیجائے طبیب کے لیئے یہ طریقۂ علاج صبر آزما اور فرصت طلب ضرور ہے لیکن اصل علاج یہی ہے جس سے مرض کی بالکل بیخ کنی ہو سکتی ہے۔

قارئین اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی ریاست یا کسی شخص کی قصیدہ خوانی آج کل کے عام اخبارات و رسائل کی روش کے برخلاف برہان کا کبھی شیوہ نہیں ہوا ہے لیکن اس موقع پر اس حقیقت کا اعتراف ناگزیر ہے کہ ریاست حیدرآباد میں رضاکاروں کی شورش سے قبل کبھی کوئی فرقہ وارانہ بدمزگی نہیں ہوئی یہاں کے ہندو اور مسلمان دونوں بھائی بھائی کی طرح رہتے آئے ہیں۔ ریاست کے خزانہ سے جہاں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ۔ دارالعلوم دیوبند اور مسلمانوں کے دوسرے اداروں کو فیض پہنچا۔ تو ساتھ ہی ہندو یونیورسٹی بنارس۔ گروکل۔ شانتی نکیتن اور دوسرے ہندو ادارے بھی اس سے محروم نہ رہے علاوہ بریں اندرونی نظم و نسق۔ ریاستی اصلاحات و ترقیات اور رفاہِ عامہ کے چند در چند قابل قدر کارناموں کی وجہ سے یہ ریاست ہندوستان کی ایک بڑی ترقی یافتہ اور ترقی پسند ریاست ہے اور ریاست کے فرمانروا کی نگرانی میں ہندو مسلمان دونوں نے ہی اس کے بنانے اور ترقی دینے میں حصہ لیا ہے اس بنا پر ہر شخص کو امید رکھنی چاہیئے کہ انڈین یونین اس ریاست اور اس کے فرمانروا کے ساتھ معاملہ کرتے وقت ریاست کی ان خصوصیات کو ضرور پیشِ نظر رکھیگی جسکے باعث اسکی سیاسی دانشمندی اور عدل پروری بین الاقوامی قوانین عدالت کی ایک مسلمہ اور ناقابل انکار حقیقت بن سکے۔

اے دردِ عشق ان پہ کرم کی نظر رہے — صبر و قرار تیرے حوالے ہوئے تو ہیں